حضرت مولانا نور عالم خلیل امینی
رئیس تحریر الداعی واستاذ ادب عربی دارالعلوم دیوبند انڈیا

اسلام اور مسلمانوں کے خلاف دشمنانِ وقت کی طرف سے محاذوں کی تکثیر اور اسوۂ نبی اکرم محمد ﷺ

ہم مسلمانوں کے لئے کائنات کی ہر چیز کی طرح دنوں اور سالوں کے الٹ پھیر اور ان کی آمد و رفت میں بھی بے پناہ عبرت کا سامان موجود ہے۔ ہجری سال کی آمد نو تو بہ طور خاص حق و باطل کی معرکہ آرائی میں حق کی جیت کے تعلق سے فیصلہ کن موڑ اور باطل کی یقینی شکست کے واضح اور غیر مبہم اشارے کی یاد تازہ کر جاتی ہے اور فرزندانِ حق کو یہ یاددہانی کرا جاتی ہے کہ شر کی بادِ صرصر' باطل کی دندناہٹ' کفر کی بلاخیز آندھی اور باغیانِ خدا و فرماں بردارانِ شیطان کی کرتب بازیوں وفسوں طرازیوں کے ہمہ گیر جھکڑوں کے باوجود جن سے بہت سی مرتبہ بہ ظاہر ایسا محسوس ہوتا کہ حق کا خیمہ ہمیشہ کے لئے اکھڑ جائے گا اور خیر کا وجود درہم برہم ہو جائے گا اور اس کے ہم نواؤں کے تمام کئے دھرے پر ہمیشہ کے لئے پانی پھر جائے گا' انہیں مایوسی اور ناامیدی کے آگے سپر انداز نہیں ہونا چاہیے۔ کہ باطل کی انتہائی شر انگیزی اس کی حرکت مذبوحی ہوا کرتی ہے کیونکہ اس کا نصیبہ ہی شکست خوردگی اور بالآخر زیر ہو جانا ہے۔

حق و باطل کی آج کی کش مکش کوئی نئی بات نہیں۔ یہ کش مکش دونوں کے درمیان اسی وقت سے جاری ہے جب سے دونوں کا وجود ہے اور آئندہ بھی اس وقت تک جاری رہے گی جب تک دونوں کا باہم پایا جانا خدا کو منظور ہے۔ کشمکش کا رنگ و آہنگ زمانے اور جگہ کی تبدیلی کی وجہ سے تبدیل ہوتے رہیں گے لیکن کش مکش کی حقیقت تبدیل نہ ہوگی۔ بعض دفعہ ایسا محسوس ہوگا کہ باطل کا حملہ بے نظیر ہے اور ایسا بھرپور ہے جس کی ماضی میں نظیر نہیں ملتی' لیکن درحقیقت' باطل کی یورش ہمیشہ ہی انتہائی قوت کے صرفے پر مبنی ہوگی۔ زمانے اور جگہ کے فریم میں وہ ہمیشہ غیر معمولی ہوتی ہے۔ دوسرے زمانے کے تناظر میں وہ معمولی معلوم ہوتی ہے۔

بہر صورت حق کے ساتھ باطل کی لڑائی کل بھی جاری تھی آج بھی جاری ہے۔ کل تیر و تفنگ اور سیف وسنان کا زمانہ تھا' آج توپ و ٹینک' میزائل اور بم فضائی کارزار اور سائنس کے بازار کا زمانہ ہے لہذا یہ کہنا صحیح نہ ہوگا حق کے ساتھ باطل کی کل کی جنگ آسان' ہلکی اور قابل تسخیر تھی' اور آج کی جنگ بہت سخت گمبھیر اور ناقابل تسخیر ہے' کل کے چوکھٹے میں کل کی جنگ اتنی ہی دشوار گزار تھی' جیسی آج کے حالات کے دائرے میں آج کی جنگ۔ کل حق کا دفاع

کرنے والے کل کے لوگ تھے۔ اور آج حق کا دفاع کرنے والے آج کے لوگ ہیں۔ حق کی کل کی جنگ اہلِ حق نے جیت لیا تھا' آج کی حق کی جنگ بھی اہل حق بالاخر جیت لیں گے ان شاء اللہ لیکن شرط یہی ہے کہ کل کے اہل حق ہی کی طرح آج کے اہل حق میں اخلاص' جذبہ' قربانی اور ایثار کی فراوانی ہو' ورنہ جنگ کا دورانیہ طویل' آزمائش کی گھڑی دراز' جیت کا موقع موخر' نقصان کا احتمال زیادہ اور صبر کے امتحان کی مدت قدرے طویل ہو جائے گی' جس کی وجہ سے بادی النظر میں ایسا محسوس ہوگا کہ باطل فتح مند اور حق شکست خوردہ ہوگیا ہے اور باطل پرستوں کی طرف سے اہل حق کو دل خراش طعنوں اور خدائے حکیم کی طرف سے اصلی و نقلی ایمان کی پرکھ کے عمل سے گزرنا ہوگا جو بہت سی دفعہ قلیل الصبر حق پرستوں کے لئے بہت مشکل ثابت ہوگا۔

اسلام دشمن طاقتیں آج اسلام کے خلاف متحد ہو کر اس طرح اس پر ٹوٹ پڑی ہیں کہ ہر خاص و عام کی زبان پر ہے کہ اسلام کے خلاف اس کے دشمنوں کی ایسی یگانگت' ایسا اتحاد' ایسی یک جائی کی مثال ماضی میں نہیں ملتی۔ اسلام سے لڑنے' اس کا پیچھا کرنے' اس کو گھیرنے اور ہر طرف سے اس پر راہ بند کر دینے کی ہر تدبیر سے کام لیا جا رہا ہے' ہر ذریعے کو آزمایا جا رہا ہے۔ ہر طریقہ پیکار کو استعمال کیا جا رہا ہے اور ایک کے بعد دوسرا محاذ کھول کر فرزندان اسلام کو ہر محاذ پر مشغول کر کے ان کی طاقت کو منتشر کر دینے اور فیصلہ کن اور آخری مزاحمت سے انہیں باز رکھنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ یوں محسوس ہوتا ہے کہ فرزندانِ اسلام غافل اور محوِ استراحت ہیں اور دشمنانِ اسلام ہمہ وقت محوِ فکر و عمل ہیں۔

محاذوں کی تکثیر اور جنگی کارروائیوں کے مراکز کا تنوع' اسلام سے برسرِ پیکار طاقتوں کے کارگر اور ترجیحی طریقوں میں سے ایک طریقہ ہے' جس پر وہ ماضی میں بھی کاربند رہی ہیں۔ انہیں یقین رہا ہے کہ اگر اسلام کے خلاف لڑی جانے والی جنگ کے محاذ ایک دو ہی رہیں گے تو فرزندان اسلام کیلئے' ان سے نمٹنا اور حساب بیباک کرنا آسان ہوگا' لیکن محاذوں کی کثرت اور انکے متنوع ہونے کی صورت میں دشمنان اسلام کے بہ زعم اہلِ اسلام کیلئے ان سارے محاذوں پر' ان سے لڑنا آسان نہ ہوگا نتیجتاً وہ شکست کھا جانے' انکے سامنے سرنگوں ہو جانے اور ان کیلئے جیت کو تسلیم کر لینے پر آمادہ ہو جائیں گے۔

محاذِ جنگ کی تکثیر اور اسکو تنوع بہ نوع کرنے کی پالیسی پر ہی آج اسلام دشمن طاقتیں عمل پیرا ہیں۔ دوسری طرف انہوں نے اپنی صفوں میں اتحاد و یک جہتی کی ایسی مثال قائم کی ہے جو دیدنی بھی ہے اور باعث عبرت بھی۔ باعث عبرت ہونے کی وجہ یہ ہے کہ ان کے درمیان اختلاف و تضاد کے اتنے سارے عوامل پائے جاتے ہیں کہ انہیں کسی بھی حال میں متحد نہیں ہونا چاہیے تھا' بلکہ انہیں ہمیشہ اور ہر طرح متحارب یا متصادم رہنا چاہیے تھا۔ یہ زمانے کی نیرنگی اور اسکے عجائبات میں سے ہے کہ اختلاف کے لاتعداد محرکات کے باوجود صرف ایک محرک یعنی اسلام دشمنی نے انہیں متحد اور متعاون بنا دیا ہے۔ انکے عقیدے مختلف ہیں' رجحانات و میلانات مختلف ہیں' عبادتوں اور پرستشوں کا انداز

مختلف ہے' ساتھ ہی ان کے مقاصد و مفادات' ان کی نسلوں اور جنسوں' رنگوں اور ملکوں' معبودوں اور عقیدتوں کے محوروں میں نہ صرف اختلاف' بلکہ بالکل تضاد پایا جاتا ہے۔ ان میں سے کسی کے بت پتھر کے ہیں' تو کسی کے صنم لکڑی کے' کسی کے معبود گڑے ہیں تو کسی کے کھڑے' کسی کے پڑے ہیں تو کسی کے بیٹھے! ۔لیکن ان کے درمیان ایک قدر رہے مشترک ہے اور وہ اسلام دشمنی' جس نے سارے تضادات کے باوجود انہیں ایک بنا دیا ہے۔ کیا یہ بات ہم مسلمانوں کیلئے درس انگیز نہیں کہ ہم مسلکوں اور مکاتب فکر کے اختلاف کے باوجود لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے قدر مشترک پر متحد ہو کر باطل کو راہ فرار اختیار کرنے پر مجبور کر دیں تا کہ خدا کی کائنات امن کی جنت' سکون کا گہوارہ' راحت کی جا اور انسانیت کی جائے پناہ اسی طرح بن جائے جس طرح کہ خدا نے چاہا ہے اور خدا کے نبی نے جسکو برپا کر کے دکھا دیا ہے۔

محاذوں کی تکثیر کی کارروائی کے ضمن میں ہی' خلافت عثمانیہ کے پرزے اڑائے گئے' جو اپنی تمام خرابیوں اور کمزوریوں کے باوجود اسلام اور مسلمانوں کے لئے ڈھال کی حیثیت رکھتی تھی۔ نیز اسی پالیسی کے تحت اللہ پاک کی محبوب و مقدس اور مبارک سرزمین' یعنی مسجد اقصیٰ و فلسطین کی بعثت انبیاء کی سرزمین میں جو خالص اسلامی اور عربی سرزمین ہے۔ اسرائیل کے ناپاک درخت کی زور زبردستی سے اور مکمل ظالمانہ وغاصبانہ طور پر کاشت کی گئی۔ پھر اسرائیل کو طاقتور ترین بنا دینے کے لئے کوشش کی گئی کہ وہ عسکری و اقتصادی طور پر خود کفیل ہو جائے' اور باقی ماندہ ارض فلسطین کو ہڑپ کر کے فلسطینیوں کو خانماں برباد کر دے اور جو وہاں رہ جائیں انہیں ہمہ گیر طور پر ''ادب'' سکھاتا رہے اور دوسری طرف اسرائیل کے سامنے کے عربی ممالک اور پڑوسی اسلامی و عربی ریاستوں کو اس درجہ ناتواں' غیر مسلح' بے دم اور بے دست و پا کر دیا جائے' کہ اسرائیل جب چاہے ان کے اینٹ کا جواب پتھر سے دے اور ان کی طرف سے فرضی خوف اور عدم تحفظ کے احساس کا ڈھنڈورا پیٹ کر عالمی رائے عامہ بالخصوص یورپ اور امریکہ کی ''ضرورت'' کسے زیادہ ہمدردی اور ہم نوائی اور مادی و معنوی تعاون سے بہرہ ہو رہا ہے۔

نیز اسی پالیسی کے تحت اسرائیل کو کھل کر اس کا موقع دیا گیا کہ وہ باقاعدہ ایٹمک ملک بن جائے اور سینکڑوں نیوکلئیر ہیڈس کا مالک بن بیٹھے دوسری طرف دوہرے پیمانے کی اساس پر' بلکہ دشمنانہ رویے کے تحت پڑوس کی ہر عرب اور یورپی دنیا کی ہر اسلامی ریاست کو ''ایٹمک غلیل'' کے حصول سے بھی نہ صرف باز رکھا گیا' بلکہ اس حوالے سے محض سوچنے پر بھی نہ صرف یہ کہ بدترین انجام کی دھمکی دی گئی' بلکہ ''خارش زدہ اونٹ'' کی طرح اس کو پوری دنیا سے الگ تھلگ کر دینے اور اس کی شبیہ کو ایسا مکروہ بنا دینے کی کوشش صرف کی گئی کہ عالمی برادری کو اس سے ہمیشہ کے لئے گھن آ جائے اور اس پر ہر طرف سے ٹوٹ پڑنے اور اس کی اینٹ سے اینٹ بجا دینے کے لئے وقت' مال' سیاست کاری' سفارت کاری' دھونس دھمکی کا اتنا بڑا اثاثہ صرف کیا گیا کہ اس سے بہت کم اثاثے کے ذریعے دنیا کی ساری بے انصافیوں کا علاج' غربت کا خاتمہ' ناخواندگی کا انسداد' بیماریوں کا صفایا' استبداد کے تریاق کی تلاش اور الجھے ہوئے معاشی

اور سیاسی مسئلے کا معقول اور اطمینان بخش حل ڈھونڈا جاسکتا تھا۔ بشرطیکہ نیت سچی ہوتی' انسانیت کا واقعی درد ہوتا' ظلم سے سچ مچ نفرت ہوتی۔ اسلام دشمنی سے عقل کی بصیرت اور آنکھ کی بصارت سے محرومی کا روگ اہل مغرب اور امریکہ کے لئے لاعلاج بیماری نہ بن گیا ہوتا اور دہرے پن' نفاق اور عصبیت کی تہ بتہ تاریکیوں کی وجہ سے ان کے دل اور ضمیر کا چپہ چپہ شبِ دیجور کے لئے شرمندگی کا باعث نہ ہوگیا ہوتا۔

اسلام کے خلاف تکثیر محاذ ہی کی پالیسی کے تحت بڑے ممالک بالخصوص امریکہ اور یورپ نے اپنے لئے ایٹمک پروگراموں کی تخلیق' تعمیر اور ترقی کو نہ صرف جائز رکھا' بلکہ ان گنت نوع کے جہنمی اسلحے اور وسیع تر تباہی کا ہتھیار بنائے اور اہل مشرق بالخصوص مسلمانوں پر انہیں آزمایا اور انہیں اپنا غلام بنائے رکھنے اور ترغیب و تخویف کے ذریعے' ان کی دولت کو چوسنے کے ساتھ ساتھ' ان کی تہذیب و ثقافت' تعلیم و تربیت' دین و روایت' طرزِ زندگی اور نظام حکومت کو مغربی اور امریکی بنا دینا کی کوشش کی اور ہنوز کر رہے ہیں۔ اور حکم دیا جارہا ہے کہ جو کہا جارہا ہے وہی کرو ورنہ ہم تم سے کروانے کی طاقت بھی رکھتے ہیں۔

دنیا والے امریکہ اور دیگر بڑی طاقتوں سے جن کے پاس زبردست نیوکلیئر پروگرام' نیوکلیئر اسلحے اور تباہ کن عسکری صلاحیتیں اور ظالمانہ ریکارڈز اور سابقہ جارحانہ عزائم کا پشتارہ موجود ہے اور جو اپنی غیر معمولی عسکری صلاحیتوں کی وجہ سے ہی پوری دنیا کو روندنے میں لگی ہوئی ہیں اور پاگل پن اور طاقت کے نشے سے چور سانڈ کی طرح ہر قوم' ملک' تہذیب و ثقافت اور تاریخ و روایت سے سر ٹکراتی اور سینگ لڑاتی پھر رہی ہے۔ ان طاقتوں سے دنیا والے یہ کیوں نہیں کہتے کہ تم کو اگر واقعی انسان کی تباہی اور دنیا کی بربادی کا خوف ستا رہا ہے' تو دنیا کے کمزور ملکوں پر نیوکلیئر پروگرام سے دست برداری کے معاہدے پر دستخط کرنے کے لئے زور ڈالنے سے پہلے تم اپنے اپنے تباہ کن نیوکلیئر پروگراموں سے ازخود دست بردار کیوں نہیں ہو جاتے۔ تاکہ تمہارا عمل سبھوں کے لئے خود دعوتِ عمل بن جائے؟ تم دوسروں کو غیر مسلح ہو جانے کی دعوت دیتے ہو اور خود اسلحے کے سب سے بڑے خالق' تاجر' برآمد کنندہ اور ان کے ذریعے ظلم و جارحیت کے سب سے بڑے علمبردار بنے بیٹھے ہو۔ دنیا سب سے زیادہ تمہارے ہاتھوں ہی برباد ہو رہی ہے۔ اور انسانیت کی قبا تمہارے ہاتھوں ہی چاک ہو رہی ہے۔ تم اگر ظلم سے ہاتھ اٹھالو تو دنیا ازخود امن کا گہوارہ بن جائے گی۔ ظلم کے سارے انداز تمہارے ہی تراشیدہ ہیں' بگاڑ کی ساری راہیں تمہی نے دکھائی ہیں' شر و فساد کی ساری طرحیں تمہی نے ڈالی ہیں۔

تمہارے زوال کے دور میں انسانیت بدامنی سے ناآشنائے محض تھی' تمہارے عروج نے دنیا کو جہنم کدہ بنا دیا ہے۔

الغرض اے امریکہ والو! اور اے فرزندان مغرب! اور اے بڑے طاقتوں کے برے لقب سے جانے جانے والو' جو ظلم اور ناانصافی کا رمز بن چکا ہے! تم قول و عمل کے تضاد سے جس وقت ''شفایاب'' ہو جاؤ گے' یہ چھوٹے چھوٹے ممالک ازخود راہِ راست پر آجائیں گے۔ جو پہلے سے بھی تمہاری طرح بے راہ رو اور ظلم و جارحیت کے پجاری

نہیں ہیں۔ تمہیں شرم نہیں آتی کہ زبردست تباہی کے ہتھیاروں کے طفیل ہی تم نے دنیا پر اپنی چودھراہٹ قائم کر رکھی ہے اور اپنی چودھراہٹ کو دوام اور استحکام دینے کے لئے' کمزور ملکوں کو بالکل تہی مایہ ہو جانے اور اسلامی ملکوں کو تو اور بھی بالکل بے شناخت ہو جانے کی نہ صرف دعوت دیتے ہو' بلکہ زور زبردستی سے اپنا حکم ان سے منوانا چاہتے ہو؟! یہ انصاف کی کون سی منطق ہے کہ تم تو پہلے سے زیادہ طاقت ور اور عسکری صلاحیتوں کی افزودگی اور ترقی کے بامِ عروج پر پہنچ گئے اور تمہارا سفر ہنوز تیز گامی سے اور سامانِ صد ہزار کے ساتھ خوب سے خوب تر منزل کی طرف جاری ہے اور تم دوسروں سے کہتے ہو کہ ٹھہر جاؤ' رک جاؤ' بیٹھ جاؤ' بلکہ ذلت اور رسوائی کی نیند سو جاؤ؟!

اسلامی ملکوں سے بالخصوص اور دنیا کے دیگر کمزور ملکوں سے جنہیں تم نے اپنی چالاکی سے کمزور رہنے دیا ہے اور ترقی کی راہ پر ان کے چلنے کو ''دہشت گردی'' قرار دیتے ہو' تمہاری لڑائی' کلچر' تہذیب' تاریخ' روایت' مذہب' طرز زندگی اور طرزِ حکومت کی عصبیت کے ساتھ ساتھ' اس لئے بھی ہے کہ وہ ترقی اور اٹھان کی راہ پر چلنے کی محض سوچتے کیوں ہیں؟ جبکہ یہ حق تمہارے بہ زعم......خدا کی طرف سے صرف تمہی کو عطا کیا گیا ہے۔

ذرا دیکھو تو سہی تم نے اسرائیل کے لئے' اس کی برتری کے لئے' عربوں کے بالمقابل اس کی عسکری واقتصادی طاقت کو دوبالا کرنے کے لئے' انصاف کا کتنا خون کیا ہے؟ بے انصافیوں کی کتنی نئی نئی فصلیں اگائیں ہیں؟ طرفداری۔ بے جا کے کتنے نئے اور عجیب عجیب بیج بوئے ہیں اور وعدوں' معاہدوں' الفاظوں اور تعبیروں کے معانی اور مفاہیم کو تم نے کس کس طرح بدل کر رکھ دیا ہے؟ حق کا دفاع کرنے والے تمہارے نزدیک دہشت گرد ہیں اور ناانصافی اور ظلم محض کے اساس گزار وطرف دار تمہارے نزدیک دہشت گردی کا شکار ہیں؟ ظالم وغاصب وقاتل وجارح ودرندہ صفت اسرائیل تمہارے نزدیک بے گناہ مظلوم ہیں اور مظلوم ومقتول ومجروح اور مصائب گزیدہ فلسطینی تمہاری لغت میں ظالم اور شرپسند ہیں۔ سبب کو مسبب کو سبب بنا ڈالنے کی ایسی جرأت تمہارے چچا فرعون اور تمہارے جدامجد شیطان کو بھی نہ ہوئی ہوگی۔ قول وفعل کے سارے تضاد اور الفاظ وتعبیرات کی ساری بے آبروئیوں کے تمہارے ایسے مجرم آسمان کی آنکھوں اور زمین کی گود نے کیوں دیکھا ہوگا؟!

کیا یہ عجیب بات نہیں ہے کہ یہ مغربی ممالک اور امریکہ ڈھیر سارے ایٹمی ہتھیار بنائیں' بناتے جائیں' انہیں ترقی دیتے جائیں' ان کی وجہ سے دنیا والوں بالخصوص مسلمانوں کو اس طرح ڈرائیں جیسے بڑی عمر کے لوگ بچوں کو بھوت اور جن سے ڈراتے ہیں' اور مسلم ملکوں اور دیگر کمزور ملکوں سے کہیں کہ تمہیں کسی طرح کے ''چاقو'' اور ''چھری'' بنانے کا حق نہیں اور اگر تم نے بنانے پر اصرار کیا تو ہم تمہیں نیست ونابود کر دیں گے۔

برطانیہ کے ''ٹائمز'' اخبار نے کچھ دنوں پہلے جو اعداد وشمار شائع کیا تھا' اس کے بہ موجب دنیا میں اس وقت (۲۳۵۰) ایٹمی ہیڈس ہیں۔ جن کے ذریعے دنیا کو کئی بار تباہ کیا جا سکتا ہے۔ جن میں تنہا امریکہ کے پاس ۱۰۵۰۰ ہیڈس

ہیں۔امریکہ نے ۱۹۴۵ء میں اپنے نیوکلیئر تجربات شروع کر دیئے تھے۔برطانیہ کے پاس ۲۰۰ ہیڈس ہیں۔اس نے اپنا پہلا ایٹمی تجربہ ۱۹۵۲ء میں کیا تھا۔فرانس کے پاس ۳۵۰ ہیڈس ہیں اس نے پہلا ایٹمی تجربہ ۱۹۶۰ء میں کیا تھا۔چین کے پاس ۴۰۰ ہیڈس ہیں' اس نے پہلا ایٹمی تجربہ ۱۹۶۴ء میں کیا تھا۔روس کے پاس ۱۸ر ہزار ہیڈس' اس نے پہلا ایٹمی تجربہ ۱۹۴۹ء میں کیا تھا۔اسرائیل کے حوالے سے دنیا والوں کو یقین ہے کہ اس کے پاس سینکڑوں ہیڈس ہیں' لیکن چونکہ وہ خود اس کا آقا امریکہ اور اس کا پاسدار مغرب' اس کے تعلق سے ایٹمی معاملے میں بہ طور خاص مکمل طور پر رازداری برتتے ہیں' اس لئے اس کے ایٹمی ہیڈس کی تعداد کا ذرائع ابلاغ کو صحیح علم نہیں۔شمالی کوریا بھی اپنے پاس ایٹمی ہتھیار کی موجودگی کا مدعی ہے' لیکن عالمی ذرائع کو اس حوالے سے کوئی یقینی بات معلوم نہیں۔ہندوستان کے پاس بھی چھوٹا سا ایٹمی اسلحہ خانہ موجود ہے' پاکستان کے متعلق جیسا کہ معلوم ہے عالمی طور پر صرف یہ خیال ہے کہ اس کے پاس شاید کچھ نیوکلیئر ہتھیار ہیں' لیکن حتمی طور پر کچھ معلوم نہیں' لیکن امریکہ' اسرائیل اور مغرب اور ان کے دم چھلوں نے پچھلے دنوں پاکستان اور اسکے ایٹمی پروگرام کے خالق عبدالقدیر خان کے خلاف جس طرح شور برپا کیا' اس سے عالم اسلام کے ضمیر کو زبردست ٹھیس پہنچی اور مسلم امہ کو یقین کرنا پڑا کہ ساری دنیا کی اقوام وملل یقیناً ایک فریق ہیں اور امت مسلمہ دوسرا فریق ہے۔اور اسکو یقین کرنا پڑا کہ الکفر ملة واحدة واقعی ایک زندہ' ناقابل تکذیب' اور ہزاروں سچائیوں کی ایک سچائی ہے۔ابھی یہ شور تھما نہیں تھا کہ امریکہ اس کے لے پالک اسرائیل اور برطانیہ اور دیگر یورپی ممالک نے زور شور سے ایران کے ایٹمی پروگرام کا مسئلہ چھیڑ دیا' جبکہ ایران نے زیادہ سے زیادہ صرف یورونیم کی افزودگی کا کام ابھی بھی صرف امریکہ اور مغرب کے چھیڑنے' گھیرنے اور چڑھانے اور جنگ کی کھلی دھمکیوں کے بعد ہی شروع کیا ہے۔اس نے بار بار یہ دہرایا ہے کہ اسکا ایٹمی پروگرام صرف مثبت اور غیر فوجی مقاصد کے لئے ہے۔اور اس کا ارادہ ہتھیار بنانے کا ہرگز نہیں ہے' لیکن امریکہ اور مغرب کی صرف ایک ہی رٹ ہے کہ ایران ایٹمی ہتھیار بنا رہا ہے۔اور ہم اس کو کسی طرح بھی برداشت نہیں کر سکتے۔ظاہر ہے کہ امریکہ کے ایران کے خلاف محاذ کھولنے اور ایران کو ہار مان لینے کے لئے ہر طرح کا دباؤ ڈالنے کی صرف ایک ہی وجہ ہے کہ ایران کو مسلم ملک کے خانے میں رکھا جاتا ہے۔اور وقتاً فوقتاً زبانی جمع خرچ کے طور پر اسرائیل کو چیلنج کرتا رہتا ہے۔

بہ ہر کیف شنبہ ۴ر فروری ۲۰۰۶ (۵ر محرم ۱۴۲۷ھ) کو عالمی ذرائع ابلاغ یہ خبر دے چکے ہیں کہ دنیا کے ۲۷ ر ممالک جن میں ہندوستان بھی شامل ہے ایران کے ایٹمی پروگرام کے مسئلے کو اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل میں لے جانے کے حق میں ووٹ دے چکے ہیں۔امریکہ جس طرح عراق اور افغانستان پر قبضے کے بعد ایران اور شام کے پیچھے ہاتھ دھو کے پڑا ہوا ہے۔اس سے سیاسی مبصرین اور عالمی حالات کے اکثر ماہرین کو یقین ہو چلا ہا کہ امریکہ ایران اور شام کے خلاف عسکری کارروائی کے لئے مکمل طور پر پرعزم ہے۔جہاں تک سلامتی کونسل اور نام نہاد اقوام متحدہ کا تعلق،

ہے تو سارے باخبر اور حقیقت پسند ذرائع کا اتفاق ہے کہ یہ دونوں عالم اسلام و عالم عرب کی ''تادیب'' کے لئے امریکہ کٹھ پتلی ہیں۔ امریکہ اور مغرب اِن دونوں کے ذریعے اسلامی کاز کو نقصان پہنچانے اور کمزور ممالک خصوصاً عربی اور اسلامی ملکوں پر اپنی چودھراہٹ تھوپنے' انہیں غلام بنائے رکھنے اور تیل والے خلیجی ملکوں کی دولتوں کو چوسنے کا کام لیتا ہے۔ اگر یہ دونوں ادارے کسی وقت امریکہ کے ہم رائے نہیں ہوتے (جیسا کہ عراق کے مسئلے میں ہوا) تو امریکہ ان کی پرواکئے بغیر وہی کرتا ہے جو اُس کو کرنا ہوتا ہے۔

امریکہ میں اسٹیج کیا گیا ۱۱ ستمبر ۲۰۰۱ء کے دھماکوں کے واقعات کا ڈرامہ اور اس کی اساس پر ''دہشت گردی کے خلاف امریکہ کی جنگ'' اور اس کے ذریعے اسلام اور مسلمانوں کا عالمی پیمانے پر شکار اور سارے اسلحہ اور سامان ہائے جنگ اور لشکر جرار کے ساتھ ہر اسلامی ملک پر یکے بعد دیگرے دھاوا اور ہر ایک کو طرح طرح سے مجبور کرنا کہ وہ اپنے ہاں نصاب ہائے تعلیم' طرزِ معاشرت اور معیشت' نظام حکومت وغیرہ میں بہ عجلت تبدیلی لائے' نیز ہر اسلام پسند اور دیندار مسلمان کو ''دہشت گرد'' قرار دے اور ہر دینی عالم کو ''بنیاد پرست'' باور کرے اور ہر دینی مدرسے اور اسلامی یونیورسٹی کو دہشت گردی کا اڈا ماننے اور ہر رفاہی ادارے اور انجمن کو دہشت گردی کی مؤید اور مالی مدد دینے والی تصور کرے اور اصلی اور صحیح اسلام کو دہشت گردی تسلیم کرے اور ایک ایسا ''معتدل'' اسلام معرض وجود میں لائے جو زمانے سے ہم آہنگ اور امریکہ' اسرائیل' عالمی صہونیت اور صہونیت سے آمیختہ مسیحیت سے ہمدردی رکھتا ہو' جس کو صرف منافق اور مرتد ہی گوارا کرسکتا ہے اور سچا پکا مسلمان جس کا دل اللہ و رسول کی محبت اور دینی حمیت اور اسلامی غیرت سے لبریز ہو' ہرگز گوارا نہیں کرسکتا۔ یہ ساری پالیسیاں بھی اسلام کے خلاف تکثیر محاذ ہی کا حصہ ہیں۔

اسی طرح تکثیر محاذ ہی کا تسلسل وہ پالیسی ہے جو امریکہ نے مسلم عوام کو دین بیزار کرنے' جہاد کی تنسیخ کا عقیدہ مان لینے' نبی ﷺ کی تکذیب پر آمادہ کرنے وغیرہ کے لئے ''الفرقان الحق'' کے نام سے عربی اور انگریزی میں شائع کرکے' برپا کی ہے۔ کتاب کو پڑھنے سے جہاں ایک عربی داں کو اس کی عربی سے گھن آتی ہے وہیں یہ یقین کرنا پڑتا ہے کہ امریکہ' اسرائیل' اور ان دونوں کی پشت پناہ طاقتیں سب سے زیادہ اسلام کے تئیں مسلمانوں کی جانثاری سے ہی خائف اور فکر مند ہیں۔ انہیں یہی خدشہ ہر وقت بھوت کی طرح رگیدتا رہتا ہے کہ اسلام کے یہ متوالے فلسطین' افغانستان' عراق اور دیگر ان جگہوں کی طرح جہاں وہ یہ باور کرلیتے ہیں کہ محض خدائے واحد کی پرستش کے گناہ کی وجہ سے ان پر عرصہء حیات تنگ کیا جارہا ہے۔ اگر یہ ہر جگہ جان کی بازی لگانے اور اسلام کی عزت و ناموس پر مرمٹنے کے لئے سر سے کفن باندھ کے اٹھ کھڑے ہوگئے تو ہم پاسداران بتانِ ہزار نوع کے لئے زمین کے اوپر اور آسمان کے نیچے کوئی ٹھکانہ نہ ہوگا' اسی لئے فرزندانِ تثلیث و یہود و بت پرستوں نے ہمیشہ جہاد کے بطلان اور مسلمانوں کے دلوں میں اس عقیدے کی بیخ کنی پر سب سے زیادہ زور صرف کیا ہے۔ یقیناً اسی لئے حدیث پاک میں انتہائی شدومد کے ساتھ

جہاد کے قیامت تک باقی رہنے کی بات کہی گئی ہے۔ الجهاد ماض الی یوم القیامة جس سے اس کی منسوخی کی بات کہنے والے خود ننگے ہو جاتے ہیں اور ان کا ملت اسلام سے خارج ہونا از خود عیاں ہو جاتا ہے۔

اسی طرح حضور اکرم ﷺ کی شان میں گستاخی اور آپ کی تحقیر و توہین پر مشتمل ڈنمارک اور مغرب کے ملکوں میں کارٹونوں کی اشاعت اور دفاع آزادی اظہار کے بہانے اس پر اصرار اور ہر طرح کے نقصانات کو اس حوالے سے برداشت کر لینے کے عزم کا اظہار اور کارٹون کے تخلیق کار کا صاف لفظوں میں بار بار یہ کہنا کہ اس نے یہ کارٹون بالقصد اور سوچ سمجھ کر اس عقیدے اور ایمان کی تُرجمانی کے لئے بنائے ہیں کہ اسلام کے نبی محمد ﷺ واقعی دہشت گرد، دہشت گردی کے معلم اول اور اس مذہب کے بانی تھے جس کی بنیاد ہی دہشت گردی پر ہے۔ نیز یورپ اور امریکہ میں مسلمانوں اور اسلام کے خلاف ایسی فلموں کی تیاری اور نمائش جن سے اسلام اور مسلمانوں کی شبیہ مغرب کی نسلِ نو کے ذہنوں میں انتہائی خراب اور قابل نفرت بنتی ہو اور بالآخر اسلام اور مسلمانوں کے خلاف دلوں میں ناپسندیدگی اور عداوت پیدا ہوتی ہو اور یہ یقین راسخ ہوتا ہو اور یہ تصور عام ہوتا ہو کہ مسلمان وحشی، درندہ صفت اور غیر مہذب اور ناآشنائے رواداری و ملنساری لوگ ہیں اور اسلام دوراز کار اور فرسودہ مذہب ہے جو آج کی دنیا میں کوئی کردار ادا نہیں کر سکتا۔

یہ اور اس طرح کی ان گنت باتیں اور اقدامات جو مغرب اور امریکہ کی طرف سے اسلام اور مسلمانوں کے خلاف بے تکان کئے جارہے ہیں اور ایک کے بعد دوسرا شوشہ چھوڑا جا رہا ہے اور ایک کے بعد دوسری حکمت عملی روبہ عمل لائی جارہی ہے اور کسی وقت ٹھہرنے، سانس لینے، ذرا سا وقفہ دینے کی نوبت نہیں آتی۔ ان ساری باتوں کا مقصد وہی ایک کے بعد دوسرا محاذ کھولنا ہے۔ تاکہ مسلمان اس میں بری طرح الجھے رہیں کہ دفاع کے سوا ان کے پاس اقدام کی کوئی فرصت نہ ہو اور تعمیر جہاں، خلافتِ ارضی، جہاں بینی، اصلاح انسانیت اور افادہ عام کا وہ کام نہ کر سکیں جو ان کے دینی وجود، عقائدی ساخت اور خیر امت کی حیثیت سے ان کی تخلیق کا اصل مقصد ہے۔

یہاں ہم مسلمانوں کو یہ یاد رکھنا ہے کہ حق کے خلاف باطل کی سعی پیہم، محاذوں کی تکثیر اور معرکوں کی تنوع کاری کوئی نئی بات تھی نہ ہے اور نہ آئندہ ہوگی۔ باطل کے ضمیر کی گہرائی میں اپنی فیصلہ کن آخری شکست کا ایک جاوداں یقین موجود ہوتا ہے اور اس کے لاشعور میں اس کا واضح شعور محوِ عمل رہتا ہے کہ اس کی ''تعمیر'' میں خرابی کی ایک صورت ضرور مضمر ہے، اس لئے وہ ہمہ وقت حق سے لرزاں اور ترساں رہتا ہے اور اس کے خلاف تگ و تاز کی ایسی کھیپ بروئے کار لاتا ہے، جو اس کے نزدیک مقدار اور معیار دونوں اعتبار سے حق کی کوششوں سے بڑھی ہوئی ہوتی ہے۔ حق کو اپنے حق ہونے کا یقین اور نتیجتاً دیر یا سویر آخری فتح سے بہرہ یاب ہونے کا واضح احساس، اس کو جدو جہد کی آخری حد پار کر لینے سے روکے رکھتا ہے۔ اس لئے وہ قدرے مطمئن اور فارغ البال رہتا ہے، جو جہد و جہد عمل کی اس خاکی دنیا میں مناسب

نہیں، اسی لئے بعض دفعہ وقتی طور پر ہی سہی باطل ''جیت'' اور حق ''ہار'' جاتا ہے جو عام اور ظاہر بین لوگوں کے لئے نہ صرف دوررس نتائج کا حامل ہوتا ہے' بلکہ بڑی آزمائش کا ذریعہ بھی ہوتا ہے۔

باطل کی یہ تکثیر اور تنویعی پالیسی کا تسلسل ہے جو اس نے اسلام کے آغاز میں' اس کو نیست ونابود کردینے کے لئے اپنائی تھی۔ قریش نے اسلام کو اس کی گود یعنی مکہ مکرمہ' اس کے تکوینی دور یعنی مکہ مکرمہ کے اس کے ۱۳ سالہ دور ابتداء' پھر اس کے دار اور اس کی جائے قرار یعنی دورِ مدینہ منورہ اور اکناف بلادِ عرب میں اس کی ترویج کے پورے سفر میں' ترغیب وتخویف' ایذا وتعذیب' ملک بدری ودیس سے بہ جبر اخراج' لڑائی اور نسل کشی' مثلہ کرنے اور کلیجہ چبانے کے عمل' سازش وبلاک بندی' پروپیگنڈہ اور جھوٹ سچ کی صنعت گری اور ہر تدبیر کے ذریعے اسلام کی یقینی' عیاں اور روزِ روشن کی طرح واضح پیش قدمی کی راہ روکنے کی کوشش (جس کا ریکارڈ میں آنے والی تفصیل سے سیر ومغازی اور اسلامی تاریخ کی متعدد الاجزا کتابیں بھری ہوئی ہیں) کے ذریعے کون سا حربہ ہے' جس کو اس نے نہیں برتا' اور کون سی کوشش ہے جس کو اس نے آزمانے سے گریز کیا ہے؟!

قریش اور ان کے ہم عصر وہم مذہب وشریک دردمشرکین کے لئے کسی نہ کسی درجے کی جیت' خواہ وقتی سہی' اسلام کے سیل رواں کو روک دینے کے لئے' جو ہر رکاوٹ کو عبور' ہر چٹان کو پاش پاش اور اس کی راہ میں کھڑی کی گئی ہر پرشکوہ دیوار کو پار کرکے' ہر ''خس وخاشاک'' کو بہائے آگے بڑھتا جا رہا تھا' حاصل ہوسکتی تھی اگر اس سیل رواں کا جاری کنندہ محمد ﷺ کے سوا کوئی اور شخص ہوتا' جن کی ثابت قدمی سے پہاڑ ناآشنا اور جن کی حوصلہ مندی اور صبر سے چونٹیاں بھی نابلد اور جن کے جوش وجذبے اور زور آوری وروانی سے کسی سیل کو بھی سابقہ ہوا اور نہ ہوگا۔ آپ کی ثابت قدمی کے سامنے کفر وشرک اور ظلم وجارحیت کی ساری طاقتیں ڈھیر ہوگئیں۔ اور ان کا لشکر جرار' بے پناہ سامانِ ضرب وحرب' تدبر وتفنن' مکرودسیسہ کاری' نفاق اور دُہرا پن (اسلام کے خلاف ان کی ساری عسکری وغیر عسکری جنگوں میں' جن کے ذریعے انہوں نے اسلام کو دوڑایا) انہیں کچھ کام نہ دے سکا اور نازک سے نازک گھڑی میں بھی وہ اسلام کے جن کو بوتل میں نہ کرسکے۔ تھک ہار کے انہوں نے اپنے ترکش کا آخری تیر آزمانا چاہا' چنانچہ انہوں نے اپنے دارالمشورہ میں جس کو وہ ''دارالندوہ'' کہتے تھے یہ طے کیا کہ ہر قبیلے سے ایک ایک پٹھاؤ توانا وخوبصورت وشریف النسب جوان چنیں گے' ہر ایک کو ایک سیف برّاں تھمادینگے' یہ سب طے شدہ وقت پر رات کے وقت محمد (ﷺ) کے گھر کو آگھیریں گے اور جب وہ گھر سے نکلیں گے تو سب کے سب یکبارگی حملے کے ذریعے ان کا کام تمام کردیں گے' اسی طرح شر کی شاہ کلید اور فتنے کے سرچشمے سے ہمیشہ کیلئے چھٹکارا مل جائیگا۔ روز روز کا دردِ سر ختم ہوجائے گا' محمد کا خون سارے قبائل میں تقسیم ہوجائیگا' بنی عبدِ مناف سارے قبائل سے انتقام کی تاب نہ لاسکیں گے۔ سانپ بھی مرجائیگا اور لاٹھی بھی نہ ٹوٹ پائے گی انہوں نے اپنے زعم میں بڑی کامیاب تدبیر سوچی تھی اور اپنے ترکش کے آخری تیر کو آزمانے کا ارادہ کرلیا

تھا‘ لیکن اللہ تعالیٰ بھی ان کی گھات میں لگا تھا۔ اللہ نے اپنے پیغام رساں فرشتے حضرت جبرائیل علیہ السلام کے ذریعے اپنے نبی محمد ﷺ کو مطلع کر دیا کہ اہل قریش اب یہ کرنا چاہتے ہیں لہذا آج رات تم اپنے بستر پر مت سوؤ۔ اللہ کے بھاؤ کے بہ موجب سرکار ﷺ ان کے درمیان سے گزرے اور دروازے سے ان کے جتھے سے نکلے‘ لیکن اللہ کی حکمت سے آپ ﷺ کے نکلنے کی انہیں خبر تک نہ ہوئی۔ اللہ نے انہیں اپنے نبی کے دیکھنے سے نابینا کر دیا اور ایک مٹھی مٹی پر سورۃ یٰسین کی بعض آیتیں پڑھ کے پھونک کر ان کے سروں پر پھینک دی تو وہ ان میں ہر ایک کے سر پر جا پڑی۔ الغرض ''شکار'' اُن کے ہاتھ سے جاتا رہا۔

لیکن باطل کے یہ تجربہ کار نمائندے اور شرک و کفر کے یہ نام ور علم بردار و تاج دار تھک ہار کے بیٹھ نہیں گئے‘ بلکہ انہوں نے اپنے ''شکار'' کا اس کے آخری اور مستحکم و محفوظ کچھار تک پیچھا کیا اور محمد ﷺ اور انکے دنیا و آخرت کے ساتھ ابوبکرؓ کو زندہ یا مردہ پکڑ لے آنے والوں کے لئے اتنا بڑا انعام مقرر کر دیا جو اس وقت کے دنیا کے ماضی و حاضر کی تاریخ کا سب سے قیمتی اور نا قابل فہم تصور انعام تھا یعنی سو سرخ اونٹ کا انعام‘ عرب میں سرخ اونٹ کم یاب بلکہ نایاب تھے‘ آپ اندازہ کر سکتے ہیں کہ قریشیوں نے کتنا گراں انعام رکھا تھا! اس زبردست انعام نے قریش کے طاقتور دخوش قامت شخص ''سراقہ بن جعشم'' کو بری طرح ورغلایا کہ وہ حصول انعام کے ساتھ تاریخی شہرت اور پائندہ تذکرے اور وسیع تر عربی معاشرے میں اس نیک نامی سے فائز المرام ہونے کے لئے اس نے انسانی تاریخ کے سب سے بڑے عربی ہاشمی ''مجرم'' اور اس کے وفادار رفیق وہم راز کو پکڑ لانے کا شرف حاصل کیا ہے محمد ﷺ کے گرد راہ کو پانے کے لئے بیتاب ہو گیا‘ چنانچہ اس نے تیر و کمان لئے‘ تلوار کا پرتلا لٹکایا اور تاریخ کی ابدی سمت کی طرف محوِ سفر دونوں عظیم مسافروں کے نقوش قدم کی پیروی کرتا ہوا ان کا پیچھا کرنے کو مکہ سے روانہ ہوا‘ اس سمت کے عظیم مسافروں کا پیچھا کرتا ہوا جس کی ابتداء اور انتہا کو صحیح معنی میں خالق کائنات کے سوا کوئی نہیں جانتا جو ہر چیز کا مبدا اور منتہا ہے‘ اس مرکز کی طرف سفر کرنے والے دونوں عظیم مسافروں کا پیچھا کرتا ہوا‘ جو حق کی مکمل اور آخری فتح اور باطل کی فیصلہ کن شکست کا نقطہ بننے والا تھا۔ مسکین سراقہ کو یہ پتا نہ تھا کہ وہ کوشش ناکام کی سمت میں روانہ ہوا ہے‘ لیکن اس کو جلد ہی اندازہ ہو گیا کہ اس کی سعی کامیابی سے ہمکنار نہیں ہونے کی جب ان کے قرعہ اندازی کے تیروں نے اس کو یہ باور کرا دیا کہ اس کی اس جدوجہد کی منزل صرف ناکامی ہے‘ اس سے قبل اس کا گھوڑا دو مرتبہ بری طرح ٹھوکر کھا چکا تھا‘ جس کی وجہ سے اس کی ٹانگیں زمین میں دھنس گئیں اور سراقہ کی مایوسی اور انقباض کا سبب بن کر اسکے مقصد کے حصول کی راہ کو دھندلانا شروع کر چکی تھیں۔

ناکامی کے یقین کا سایہ جیسے ہی سراقہ کے سامنے گہرا ہو کر خیمہ زن ہوا‘ اس نے مہاجر اعظم محمد ﷺ سے امان کا وثیقہ طلب کیا اور آپ ﷺ سے ملاقات کی دستاویز مانگی۔ پھر وہ اپنے نشانِ قدم پر پیچھے لوٹ آیا۔ اس کی اس سفر سے ناکام رجعت کفر کی آئندہ ہمیشہ یقینی اور ہر محاذ پر شکست کی علامت کی حیثیت رکھتا تھا جس سے یہ اندازہ ہو گیا کہ حق و

باطل کی آئندہ کی ساری کشمکشیں باطل کی بے انتہا اور بے طرح شکست پر ہی منتج ہوا کریں گی' چنانچہ صنادید قریش کی قائم کردہ بڑی سے بڑی رکاوٹوں کو عبور کرتا ہوا اسلام اپنی جادواں فتح کی طرف سیل تیز رو کی طرح محو سفر رہا اور بالآخر عربوں کی سرزمین میں ہمیشہ کیلئے کفر وشرک کا چراغ گل ہوگیا۔ نورِ اسلام کو بجھانے کی اس کی کوشش خاک میں مل گئی۔

لیکن مشرکین وکفار نے فوراً شکست تسلیم نہیں کر لی اور نہ ہی اسلام کی مزاحمت کے حوالے سے اپنی بے بسی کے اعتراف پر بہ جلد رضامند ہوئے' بلکہ انہوں نے ضد' ہٹ دھرمی اور اپنی مزید ذلت کا سامان بہم پہنچانے کا عمل جاری رکھا۔ گو علیم وحکیم خدا نے یہ چاہا کہ خود انہیں اور ساری کائنات کو اس حقیقت کا کھلی آنکھوں مشاہدہ کرادے' کہ وہ ہر محاذ پر' ہر معرکے میں' ہر تدبیر کے ساتھ' ہر تیاری کے باوجود سقوط سے دوچار ہو رہے ہیں' جس سے یہ عیاں ہے کہ اسلام کی جیت جہاں محض ''خودکار'' اور صرف غیبی طاقت' الٰہی قدرت اور ربانی مدد ہی کا فیضان نہیں' وہیں کفر کی شکست بھی محض تقدیر الٰہی اور خدائی ارادے کی دین نہیں' بلکہ اسلام اور کفر کے مابین کشمکش اور کھلے ہوئے مقابلے کی اس سنت پر دونوں حقیقتیں مبنی ہیں جو خدا نے اپنی حکمت کے تحت وضع کی ہے' یہی سنت اور اٹل خدائی قانون اس بات کا متقاضی ہوا کہ کفر' اسلام کی کامیاب مزاحمت نہ کر سکے اور اسکا کام تمام کردینے کی وہ کوئی چال نفع بخش طور پر نہ چل سکے۔ بلکہ ہر سامان کے باوجود بے سروسامان ثابت ہو' لیکن پاسداران باطل نے حق پر فتح پانے کے لئے اپنی جان توڑ کوشش میں کوئی کمی نہیں کی' چشم کائنات نے مشاہدہ کرلیا کہ باطل کے ناخدا بھی بہت سے طوفانوں سے نبرد آزما ہوئے اور حق کی طرح باطل نے بھی جسم وجان پر ان گنت زخم کھا کر ہی حق سے شکست کو تسلیم کرنے پر آمادہ ہوسکا تھا' تاریخ نے حق سے مقابلے کے معرکے میں اس کی جان کی بازی لگا دینے کو اچھی طرح ریکارڈ کیا ہے۔ ساتھ ہی یہ بھی ریکارڈ کیا ہے کہ اہل باطل اپنے باطل اور عقیدے کو حق صریح سے زیادہ سچ' سچائی سے زیادہ تابناک اور اپنے افسانے کو حقیقت سے زیادہ کھرا اور محسوس وجود کا مالک سمجھتے ہیں اور اپنے باطل کی راہ میں بعض دفعہ اس درجہ مارنے مرنے کو تیار ہوجاتے ہیں کہ اہل حق' حق کے لئے بھی نہیں ہوتے۔…… بدر' احد' خندق' تبوک' اور حنین وغیرہ بڑی اور چھوٹی جنگیں اہلِ باطل کے باطل پر اصرار اور حق کے مسلسل اور آذری حد تک انکار کی واضح علامتیں ہیں۔ سازشوں کے رچنے' بلاک بندیوں کا عمل کرنے' گٹھ جوڑ کیلئے فن کاری دکھانے اور شبانہ روز کی تگ ودود میں اہل باطل نے اپنی ہمت کا جو ثبوت پیش کیا' وہ باعث عبرت بھی ہے اور جائے حیرت بھی۔ انہوں نے آخری طور پر اپنے بال وپر کے کتر جانے کا اعتراف تب کیا جب نبی خاتم محمد ﷺ نے انہیں انکے گھر اور اصل قلعہ مکہ مکرمہ میں انہیں جادبوچا اور ان کیلئے جائے رفتن رہا نہ پائے ماندن' لیکن نبی رحمت نے انہیں یکلخت معاف کردیا اور انہیں آزادی اور کسی بھی مواخذے سے مکمل چھٹکارے کا پروانہ عطا فرمادیا۔

ہجرت کا عظیم واقعہ ہر سال ہمیں ثبات واصرار کے ان بہت سارے معانی کی یاد دلاتا ہے' جنہیں ہمارے پیارے نبی ﷺ نے اپنے قول وعمل کے جامع ترین اور ہمہ گیر اسوے سے برپا کیا' آپ نے اپنی زندگی کے مکمل سفر

میں ہر کردار سے ثابت قدمی، عزم راسخ اور استقامت و استقلال کا نمونہ پیش کیا۔ آپ نے کبھی کمزوری دکھائی، نہ ہاتھ پر ہاتھ کر بیٹھے، نہ باطنی شکست سے دوچار ہوئے، نہ معنوی ہار کا احساس کیا، نہ ذہنی سقوط کو تسلیم کیا اور نہ کسی بھی مرحلے میں یہ سوچا کہ کفر اور اس کے ہم نواؤں کے شر و فساد، مکاری و چال بازی، دانائی و ہشیاری اور تاریک رات میں بھتنیوں کے ناچنے سے زیادہ بری طرح موت کے رقص والی جنگوں میں ان کے اپنے سارے جگر پاروں کے ڈال دینے کے عمل کو عبور نہیں کیا جاسکتا اور یہ کہ یہ اہل کفر اپنی ہمت و حوصلے سے ناقابل تسخیر محسوس ہوتے ہیں۔ اس لئے ان سے مزاحمت کر کے اپنی جان، اپنے مال، اپنے سامان اور اپنے وقت کا ضیاع کوئی عقل مندی کی بات نہیں، اس لئے ان کی جیت کو تسلیم کر کے کام کی بساط لپیٹ کر کسی اور موقع اور خدائی فیصلے کا انتظار کرنا چاہیے!

رسول خدا ﷺ آغاز سفر سے انجام سفر تک ٹھوس ارادے، ناقابل تسخیر صبر، ناآشنائے کمزوری ثابت قدمی اور بے مثال اولوالعزمی کے ساتھ سرگرم عمل رہے۔ ہر طرح کی تکلیف سہتے رہا، ہفتہ، مہینہ اور سال دو سال نہیں، بلکہ سالہا سال تک، یہاں تک کہ رفیق اعلی سے جاملے، لیکن وفات سے قبل ہی آپ نے اپنی آنکھوں سے اپنے جہد و عمل اور صبر و ثبات کا میٹھا پھل چکھ لیا کہ اللہ نے اپنی روشنی کی تکمیل کر دی اور باطل کے فرزندانِ وفا کیش اس کو اپنے مونھوں سے بجھا نہ سکے۔

آج کی رات کل کی رات سے کتنی مشابہ ہے؟ کفر کے سارے پنڈے، باطل کے سارے بندے اور شیطان کے سارے تلامذہ پوری دنیا میں آج اسلام کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے ہیں، امریکہ ان کا قائد بنا ہوا ہے، عالمی صہیونیت انہیں ہدایت دے رہی ہے، صہیونیت زدہ مسیحیت اور عالمی صنم پرستی، اس کے ساتھ کھڑی ہے، سب کے سب آج اپنے سرکش دشمن یعنی اسلام پر ایک جوٹ ہو کر ٹوٹ پڑے ہیں۔ وہ ذلت، خواری اور جگ ہنسائی کے باوجود پشت پھیر کر نہیں بھاگ رہے۔ اور اپنی شکست نہیں مان رہے، تو محمد ﷺ کے سپاہیوں یعنی مسلمانوں کو زیادہ لائق ہے کہ وہ سپر انداز ہوں نہ ہار مانیں، نہ کمزور پڑیں، نہ سستی دکھائیں اور نہ اُن کی مزاحمت سے پیچھے ہٹنے کی سوچیں، یہاں تک کہ انہیں اپنے ''بلوں'' میں چلے جانے اور اپنی ہیر مان لینے پر انہیں مجبور کر دیں۔ یہ تب ہوگا جب انہیں کاری زخم لگے گا، ان کے ضمیر کو صدمہ پہنچے گا اور جان و مال کا اتنا خسارہ انہیں لاحق ہوگا جس کے بعد انہیں زیاں کے احساس پر مجبور ہونا پڑے گا لہذا اے مجاہدین حق! اے جنودِ محمد ﷺ! اے بحر و بر میں جاہلیت اور باطل کے فرزندوں سے برسرپیکار! تم جمے رہو، ڈٹے رہو، ثابت قدم رہو اور زخم کھا کر عذاب جھیل کر تکلیف سہہ کر حق کی پاسبانی سے پیچھے ہرگز نہ ہٹو۔ تقویٰ، خوف خدا کے ساتھ تمہاری مورچہ بندی کے سامنے کسی کا بس نہ چل سکے گا۔ مدد خدا کی دین ہوتی ہے بشرطیکہ تم مدد کی شرط پوری کرلو۔ دشمنانِ خدا کو خوف زدہ کرنے والی تیاری، حکمت عملی اور انہیں ہزیمت دینے والی جرأت تمہارا سب سے بڑا، پہلا اور کارگر ہتھیار ہے، جس کے سامنے باطل کے پاسباں پہلے کبھی ٹھہرے ہیں نہ آج ٹھہر سکیں گے۔ اللہ تمہارا حامی و ناصر ہو اور اس کی توفیق تمہاری ہمرکاب ہو۔